© rasailojaraid.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فکر ونظر

يٰحَسْرَةً عَلَى الْعِبَادِ مَا يَأْتِيهِمْ مِّنْ رَّسُولٍ إِلَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِؤُونَ

اسلام انسانیت کے لئے ربّ ذوالجلال کا پسند فرمودہ آخری دین ہے۔ اپنی تعلیمات وتفصیلات کے اعتبار سے اسلام ہی ایک کامل واکمل اور متوازن ومعتدل دین کہلانے کا حق دار ہے جس میں رہتی دنیا تک فلاحِ انسانیت کی ضمانت موجود ہے۔ دنیا میں آج بھی اگر کسی دین پر سب سے زیادہ عمل کیا جاتا ہے تو وہ صرف دینِ اسلام ہے، یہ خصوصیت بلاشرکتِ غیرے صرف اسلام کو حاصل ہے۔ اس کے بالمقابل دیگر مذاہب کا دعویٰ کرنے والے گو اپنی تعداد کے اعتبار سے کتنے زیادہ کیوں نہ ہوں لیکن عملاً ان کی حیثیت ایسے 'مذاہبِ مُنتسبہ' سے زیادہ نہیں جسے محض عقیدتاً اپنی فطرت کی تسکین کے لئے بطورِ مذہب ذکر کردیا جاتا ہے۔

اس دین کا دار ومدار اور مرکز ومحور سید الانس والجن حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ کی ذاتِ گرامی ہے۔ آپ کی ذاتِ ستودہَ صفات انسانیت کے لئے لازوال تحفہ اور عدیم المثال منارہَ رُشد وہدایت ہے۔ اسلام میں سب سے متبرک حیثیت تصورِ نبوت کو حاصل ہے جس کے گرد تمام عقائد ونظریات گھومتے ہیں۔ ایک مسلمان کی حیثیت سے آپؐ کی ذات پر ایمان وایقان کا ہی نتیجہ ہے کہ ہم اپنے تمام عقائد ونظریات حتیٰ کے اللہ تعالیٰ کی مشیت ومنشا تک رسائی حاصل کرتے ہیں۔ محمد ﷺ پر اس ایمان میں اگر کوئی کمی اور شک وشبہ لاحق ہوجائے تو نہ صرف قرآنِ کریم پر ایمان متزلزل ہوجائے بلکہ اسلام کے تمام نظریات میں گہری دراڑیں پڑ جائیں۔ اس اعتبار سے دین میں سب سے مرکزی حیثیت منصبِ رسالت کو حاصل ہے اور منصبِ رسالت کی یہی مرکزیت اس امر کی متقاضی ہے کہ آپ کی ذاتِ گرامیؐ ہر مسلمان کے لئے تمام محبتوں کا مرکز ومحور قرار پائے اور ایمان کو اس سے مشروط کردیا جائے۔

© rasailojaraid.com

دورِ جدید میں ریاست کا ادارہ غیر معمولی حیثیت رکھتا ہے، اور عصری مفکرین ہر قسم کے حقوق پر ریاست کے حقوق کو برتر قرار دیتے ہیں۔ ریاست کا یہ جدید تصور ایک قوم و نسل اور ارضِ وطن کی خدمت سے عبارت ہے، جبکہ اس کے بالمقابل اسلام کا تصورِ ریاست زمین اور نسل سے بالا تر ہو کر عقیدہ و نظریہ کی بنیاد پر قائم ہے، جس میں سب سے محترم استحقاق اس ذاتِ مقدس ﷺ کو حاصل ہے جس پر اس دین کی پوری عمارت قائم ہے۔ اس لحاظ سے جدید مفکرین کا ریاست کے حقوق کو بالا تر قرار دینے کے نظریہ کے بالمقابل اسلام میں اس شخصیت کا حق سب سے بالاتر قرار پاتا ہے جو مسلم قوم کی یکجہتی اور اجتماعیت کے علاوہ انکے عقیدہ و نظریہ کا مرکز و محور ہو۔ مسلمان ہونے کے ناطے ہم پر ارضِ وطن کے حقوق سے برتر عائد ہونے والا حق اس ذاتِ مصطفویت کا ہے جنہیں قرآن نے 'رحمۃ للعالمین' کے لقب سے ملقب کیا ہے۔

آج کا دور حقوق کے نعروں اور آزادی کے غلغلوں کا دور ہے۔ اس دور کا آزاد منش انسان اپنے حقوق کے حصول کے لئے سرگرم ہے، انسانی حقوق کا چارٹر اقوامِ متحدہ نے اس کے ہاتھ میں دے کر انسانیت کو گویا ایک متوازی مذہب تھما دیا ہے لیکن یہ نادان انسان اپنے حقوق کے غلغلے میں اس شرفِ انسانیت سید المرسلین ﷺ کے حقوق کو پامال کرنے پر تلا بیٹھا ہے جو انسانیت کی معراج اور اعزاز و تکریم کے اعلیٰ ترین منصب پر فائز ہیں۔ اپنے چند خود ساختہ حقوق کی رو میں انسان کو محسنِ انسانیت ﷺ کے 'اُمّ الحقوق' کا بھی کوئی پاس نہیں رہا جو ذات انسانیت کو قعرِ مذلت سے نکال کر رشد و ہدایت پر فائز کرنے کے لئے مبعوث کی گئی۔

اس دور میں بسنے والے انسان اس لحاظ سے انتہائی قابل رحم ہیں کہ ان کی زندگیوں میں محسن انسانیت محمد رسول اللہ ﷺ کی ذاتِ گرامی کو وسیع پیمانے پر سب و شتم کا نشانہ بنایا گیا۔ اس پر طرہ یہ کہ یہ ظلم و ستم دنیا کے ایسے ممالک میں وقوع پذیر ہوا جو اپنے آپ کو حقوقِ انسانی کے چمپئن قرار دیتے ہیں۔ سکنڈے نیویا کے ان ممالک کو شخصی آزادیوں اور فلاحی معاشروں کا مرکز قرار دیا جاتا ہے۔ ذاتِ نبویؐ کی اہانت کی کوششوں نے جہاں ان ممالک میں بسنے والوں کی تہذیب و شائستگی کا کچا چٹھا پوری دنیا کے سامنے کھول کر رکھ دیا ہے، وہاں اس مغربی تہذیب و فلسفہ کے دعووں کا تار و پود بھی بکھیر دیا ہے جو روا داری، انسانیت دوستی، باہمی احترام و آشتی،

© rasailojaraid.co

مذہبی مفاہمت، وسیع النظری، وسعتِ قلبیاور توازن واعتدال کے خوبصورت نعروں سے بھری پڑی ہے۔تہذیبِ مغرب کا بھانڈا اپیچ چوراہے میں پھوٹ چکا ہے کہ اس کی بنیادیں ایسے دیدہ زیب نعروں پر قائم ہیں جو مفہوم ومعانی سے محروم ہیں۔

سکنڈے نیوین ممالک کی یہ شرمناک جسارتیں اور اس پر مستزاد اہل مغرب کی حمایت وتائید اس حقیقت کا بین ثبوت ہے کہ دورِ حاضر کی سالمیت اور امن وامان کو خطرہ ان مزعومہ اسلامی انتہاپسندوں سے نہیں جنھیں مغرب جارح اور جابر قرار دینے کی ہردم رَٹ لگائے رکھتا ہے، بلکہ دنیا میں بسنے والوں کو المناک اذیت اور نظریاتی جارحیت سے دوچار کرنے والے لوگ وہی ہیں جو اپنے تئیں بڑے روشن خیال اور اعتدال پسند قرار دیے جاتے ہیں۔

اسلام کو عدم روا داری کا طعنہ دینے والوں کو یاد رکھنا چاہیے کہ ماضی قریب میں مذہبی جارحیت کی مسلسل وارداتیں مسلمانوں کی بجائے مغرب کے ہی حصے میں آئی ہیں، جب قرآنِ عظیم کے بالمقابل 'فرقان الحق' کے نام سے ایک اور فرضی قرآن شائع کرنے، قرآنِ مجید کو غسل خانوں میں بہا دینے، مسجدِ اقصیٰ ودیگر تاریخی مساجد کو مسمار کرنے، داڑھی اور حجاب جیسے اسلامی شعارات کو ہدفِ تنقید بنانے اور اہانتِ رسول ﷺ کی عادتِ مستمرہ ایسے سیاہ کارنامے مغرب کے نامۂ اعمال کا حصہ بنے ہیں۔ اس کے بالمقابل غیرمسلموں کے کسی مذہبی شعار، شخصیت یا مقدس ومتبرک کتاب کو نشانۂ جارحیت بنانے کی کوئی ایک کاروائی بھی مسلمانوں کی طرف سے سامنے نہیں آئی کیونکہ دیگر اقوام کے مقدس شعائر کی توہین کو پیغمبر اسلام ﷺ نے حرام قرار دیا ہے۔ یہ ایک قوم کے نظریات کی برملا فتح اور اس کی مذہبی شائستگی کا واضح اظہار ہے جس کے بعد مغرب کو مسلمانوں کو رواداری اور اعتدال پسندی کی مسلسل تلقین سے باز آکر اپنی اَقوام کی تربیت پر متوجہ ہوجانا چاہیے کیونکہ مغرب کے عالمی برادری اور پر امن بقائے باہمی کے تصورات کو خطرہ مسلمانوں کی بجائے اپنے فرزندانِ مغرب سے ہی ہے۔

رسولوں کی توہین ایسا مکروہ عمل تاریخ انسانی میں پہلے بھی وقوع پذیر ہوتا رہا ہے۔ اللہ کے دشمنوں کی یہ دیرینہ روایت رہی ہے جس کا شکوہ قرآنِ کریم میں بڑے دل گیر انداز میں موجود ہے۔ سورۂ یاسین میں ارشادِ باری ہے:

© rasailojaraid.com

﴿يٰحَسْرَةً عَلَى الْعِبَادِ مَا يَأْتِيهِمْ مِنْ رَّسُولٍ إِلَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِءُونَ﴾
''ان بندوں (کی نامرادی) پرافسوس وحسرت! ان کے پاس جو رسول بھی آتا ہے، تو یہ اس کا تمسخر اُڑانے سے نہیں چوکتے۔'' (یٰسین:۳۰)

پھر اللہ نے اسے قوموں پر عذابِ الیم کی ایک اہم وجہ قرار دیا ہے:

﴿وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَأَمْلَيْتُ لِلَّذِينَ كَفَرُوا ثُمَّ أَخَذْتُهُمْ فَكَيْفَ كَانَ عِقَابِ﴾ (الرعد:۳۲)

''رسولوں کا اس سے پہلے بھی مذاق اُڑایا جاتا رہا۔ تو میں کافروں کو ڈھیل دیتا رہا، پھر میری پکڑ نے ان کو آلیا...... پھر کیسا رہا میرا عذاب!!''

ایسے ہی قرآنِ کریم نے تمسخر اُڑانے والے ایک شخص اخنس بن شریق کو سورۂ قلم میں عُتُلٍّ اور زَنِيْمٌ (سخت جفا کار اور نطفہ حرام) قرار دیتے ہوئے روزِ قیامت اس کی سونڈ سے گرفت کرنے کی وعید دی ہے۔ (آیات ۱۰ تا ۱۶)

البتہ زمانۂ حال میں سامنے آنے والی جسارت جہاں اپنی وسعت اور اصرار وڈھٹائی کے لحاظ سے انوکھی ہے، وہاں اس کے مرتکب اس کو جمہوری ثقافت اور اپنا انسانی حق قرار دینے پر بھی تلے ہوئے ہیں۔ یاد رہے کہ اس معاملے کو بڑی منصوبہ بندی کے ساتھ درجہ بدرجہ آگے بڑھایا جارہا ہے جس کی پشت پر اقوامِ متحدہ کے منظور کردہ انسانی حقوق کے چارٹر کی بعض شقوں کو پیش کرنے کی روایت پختہ کی جارہی ہے۔

فی زمانہ توہینِ رسالت کے اس مکروہ عمل کی وجوہات اس تہذیبی ونظریاتی تصادم میں پیوست ہیں جس کی پیش بندی نیو ورلڈ آرڈر کے تحت، سرد جنگ کے بعد سے 'سبز خطرۂ' کے زیر عنوان، عالمی استعمار مسلسل چند دہائیوں سے کررہا ہے۔ توہین رسالت کے حالیہ واقعات نائن الیون کے اس امریکی وحشت وجنون کا ایک نمایاں اظہار اور منطقی نتیجہ ہیں جس کو مخصوص ملکی متعصّبانہ مقاصد کے لئے امریکی میڈیا نے حادثۂ نیویارک کے بعد کے سالوں میں اختیار کیا تھا۔ ستمبر ۲۰۰۵ء میں پہلی بار شائع ہونے والے یہ خاکے ڈینیل پائپس نامی متعصب امریکی یہودی کے شرپسند دماغ کی پلاننگ کے نتیجے میں منظر عام پر آئے تھے۔ یہ کوئی اتفاقی حادثہ نہیں بلکہ باقاعدہ مذموم مقاصد واہداف کے پیش نظر کارٹونوں کے مقابلے منعقد کروا کر

www.KitaboSunnat.com

© rasailojaraid.com

ڈنمارک کے اخبارات کو اس بنا پر ان کی اشاعت کے لئے منتخب کیا گیا کہ وہاں تہذیبِ جدید کے چند کھوکھلے نعرے زیادہ شدت اور شوروغلغلہ کے ساتھ زیرعمل ہیں۔ پھر ان ممالک میں مروّج اباحیت، مادر پدر آزادی اور یہودیوں کی بڑی جمعیت اس پر مستزاد تھے۔

یوں تو شائع ہونے والے یہ خاکے محمد مجتبیٰ ﷺ کی ذاتِ گرامی سے بڑھ کر کئی مقدس اسلامی تعلیمات تک پھیلے ہوئے تھے، جن میں بالخصوص یہودیوں کے بارے میں مسلمانوں کے تصورات کو ہدفِ طنز وتمسخر بنایا گیا ہے۔ لیکن اس میں سب سے شدید ردعمل اس خاکے پر سامنے آیا ہے جس میں نبی کریم ﷺ کے چہرۂ انور کو نعوذ باللہ کراہت آمیز مشابہت دے کر، عمامۂ مبارک علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والتسلیم میں ایک بم کو چھپا ہوا دکھایا گیا تھا جس کا سرا ایک طرف سے اُبھرا نظر آتا ہے۔ یہ خاکہ گویا اس امر کا ایک رمزی اظہار ہے کہ اسلام دینِ امن نہیں بلکہ عصبیت وجارحیت کا علم بردار مذہب ہے۔ اس علامتی اظہار کے ساتھ الفاظ میں بھی اس مکروہ الزام کو دہرایا جاتا رہا ہے کہ آپ کی ذاتِ اقدس ﷺ جارحیت اور جنگ وجدل کی ایک علامت ہے۔ معاذ اللہ...... اسی طرح دیگر خاکوں میں اسلام کے تصورِ جہاد کو بھی ہدفِ ملامت قرار دیتے ہوئے گہرے طنز کے تیر چلائے گئے ہیں۔ مزید برآں دیگر اقوام یا کفر وشر کے بارے میں اسلام کے نظریات کو بھی کارٹونوں کی زبان میں ہدفِ ملامت ٹھہرایا گیا ہے۔ ان خاکوں کے سرسری جائزے سے اس امر میں کوئی شبہ نہیں رہتا کہ یہ سارا عمل ایک منظّم منصوبہ بندی، واضح اہداف کے ساتھ اس نظریاتی جنگ اور الزام تراشی کا حصہ ہے جسے مغرب اسلام سے مزعومہ 'سبز جنگ' کے لئے درجہ بدرجہ آگے بڑھا رہا ہے۔

ستمبر ۲۰۰۵ء میں شائع ہونے والے ان خاکوں پر عالم اسلام میں ایک شدید ردّعمل سامنے آیا جس پر مغرب کے بعض حکومتی ذمہ داران نے معذرت خواہانہ رویہ اختیار بھی کیا، لیکن اس کو زیادتی باور کرانے کی بجائے مغربی میڈیا نے اظہارِ رائے پر قدغن قرار دیتے ہوئے اپنے ہم وطنوں کے سامنے یہ اشتعال انگیز تصور پیش کیا کہ مسلمانوں کے اس شدید احتجاج کا مطلب یہ ہوا کہ آئندہ ہمیں اپنی رائے کے اظہار کے لئے مسلمانوں سے اجازت لینا ہوگی۔ مغربی میڈیا میں مسلمانوں کے ردّعمل کو استہزائیہ انداز میں پیش کیا جاتا رہا، بالخصوص ایرانی

© rasailojaraid.com

فتویٰ اور اس کی نیوکلیئر طاقت بھی خاکوں کی تائید کے ساتھ ساتھ ان کا ہدفِ ملامت بنی رہی۔ ان چیزوں سے بھی مغربی میڈیا سے صہیونی اشتراک کا بخوبی علم ہوتا ہے۔

یہ خاکے ان دو سالوں میں گاہے بگاہے (فروری ۲۰۰۶ء، اگست ۲۰۰۷ء وغیرہ) شائع ہوتے رہے لیکن رواں سال میں ۱۳ر فروری کو ایک بار نئی منصوبہ بندی اور اشتراک کے ساتھ بیک وقت سکنڈے نیویا کے ۱۷ر اخبارات نے اُنہی خاکوں کو ایک بار پھر شائع کر دیا۔ اگر حالیہ واقعہ کی پیش کردہ توجیہ کو ملحوظ رکھا جائے تو اب بھی یہ اقدام ایک منظّم سازش سے کم قرار نہیں پاتا۔ حالیہ اقدام کی وجہ یہ پیش کی گئی ہے کہ ۱۱ر فروری ۲۰۰۸ء بروز منگل کو ایسے دو مراکشی مسلمانوں کو پولیس نے گرفتار کیا تھا جنہوں نے ۷۳ سالہ ملعون کارٹونسٹ ویسٹر گارڈ☆ کے قتل کی منصوبہ بندی کی تھی۔ چنانچہ صرف دو روز کے اندر اندر حکومت پر دباؤ بڑھانے اور کارٹونسٹ سے اظہارِ یک جہتی کے لئے یہ مذموم اقدام کیا گیا۔ اس کے بعد سے ان خاکوں کی اشاعت کا سلسلہ بڑے پیمانے پر جاری ہے اور مختلف ویب سائٹس پر بھی یہ ہر وقت ملاحظہ کئے جاسکتے ہیں۔ پاکستانی حکومت نے اس نوعیت کی ایک مرکزی ویب سائٹ 'یوٹیوب' کو پہلے پہل بند کر دیا تھا لیکن چند روز بعد اس کو بھی کھول دیا گیا اور تادمِ تحریر یہ ویب سائٹ لوگوں کو اہل یورپ کے خبثِ باطن اور تعصب وجارحیت کی دعوتِ نظارہ دے رہی ہے۔

راقم دو برس قبل اس موضوع پر ایک تفصیلی تحقیق قلم بند کر چکا ہے، جس میں توہین آمیز خاکوں کا اسلام اور عصری قوانین کے تناظر میں نکات وار پیش جائزہ لیا گیا تھا۔ شائقین اس مضمون کا مطالعہ 'محدث' کے شمارۂ مارچ ۲۰۰۶ء میں کر سکتے ہیں۔ سر دست اس حرکت کا مختصر نفسیاتی تجزیہ مقصود ہے۔ اہل مغرب کے استدلال کا مرکزی نکتہ یہ ہے کہ اقوامِ متحدہ کا منظور کردہ اظہارِ رائے کا حق اُنہیں یہ گنجائش اور استحقاق دیتا ہے کہ وہ ذاتِ اقدس ﷺ پر کیچڑ

☆ یہ وہی نامراد کارٹونسٹ ہے جس نے دو برس قبل یہ خاکے بنائے تھے، اس کی ہلاکت کا شہرہ ایک افواہ سے زیادہ نہیں۔ اس سلسلے میں لاہور کے نوجوان عامر چیمہ شہید کا کردار یہ رہا کہ اُنہوں نے جرمنی کے اخبار میں یہ توہین آمیز خاکے شائع دیکھ کر اخبار کے ایڈیٹر کو اس کے دفتر میں خبردار کیا تھا، جس پر ایڈیٹر نے اُنہیں گرفتار کرا دیا، بعد میں جیل میں عامر چیمہ کو مقتول پایا گیا۔ عامر کی تحریر سے پتہ چلا کہ یہاں کے لوگ ان کو اس معاملہ میں شدید حساسیت رکھنے پر برا بھلا کہتے اور مارا پیٹا کرتے؛ یہی بات ان کی شہادت کا محرک سمجھ لی گئی۔

© rasailojaraid.com

اُچھال سکیں۔

یوں تو انسانی حقوق کے چارٹر کا یہ مسئلہ ہر صاحبِ دانش کے ہاں معروف ہے کہ اس کی غیر محدود تعمیم اور متزلزل تفصیل اس کے میزانِ عدل قرار پانے کی راہ میں بڑی رکاوٹ ہے، مزید برآں مغربی ممالک میں متداول بے شمار قوانین، عدالتی فیصلے اور زیر عمل تصورات بھی اس استدلال کی راہ میں واضح رکاوٹ ہیں جن کی نشاندہی میں اپنے سابقہ مضمون میں تفصیل سے کر چکا ہوں۔ لیکن ان تمام باتوں سے قطع نظر اس حرکت کا تجریدی مطالعہ اس نفسیاتی کیفیت کی ضرور غمازی کرتا ہے جس کا مغربی میڈیا کے اربابِ اختیار شکار ہیں۔ ایک شریف النفس، معتدل ومتوازن اور متین وحلیم شخصیت سے یہ توقع کس طرح کی جاسکتی ہے کہ وہ کسی عام فرد کی توہین کو اپنا حق باور کرنے کی سنگین غلطی کا شکار ہوگا۔ چہ جائیکہ کسی عام فرد کی بجائے اس عظیم المرتبت ہستی ﷺ کی اہانت کا ارتکاب کیا جائے جو ڈیڑھ ارب آبادی کی محبوب ومقدس ترین شخصیت ہے۔ پھر یہ محترم ہستی ایسی نہیں جو صرف مسلمانوں کے ہاں متبرک و مقدس ہو بلکہ تاریخ عالم کی یہ واحد ہستی ہے جس کی تعریف میں ازل سے اَبد تک ہر دور کے نامور مشاہیر، عوام اور خواص رطب اللسان رہے ہیں۔ ان کے اُسوۂ حسنہ نے ہر شعبۂ حیات کے ماہرین کو ایسا چیلنج دیا ہے جس کا وہ اعتراف کرتے ہوئے اپنے عاجزی ودرماندگی کا برملا اظہار کرتے ہیں۔ اس مقبولیت اور شانِ محمودیت کی وجہ اللہ تعالیٰ کا ذاتِ نبویؐ سے وہ قرآنی وعدہ ہے کہ ہم نے تیرا ذکر بلند کردیا اور تیرا دشمن ضرور خاکسار ہوکر رہے گا۔

مقامِ تفکر ہے کہ مغرب کے اربابِ ابلاغ کس قسم کے حق پر اصرار کرکے انسانیت کو پامال کرنے پر تلے بیٹھے ہیں۔ کونسی نفسیاتی تسکین ہے جو اُنہیں اس مکروہ عمل پر اُکساتی اور اپنے عملِ بد کے اِصرار پر آمادہ کرتی ہے۔ اس ذہنی غلاظت کا ادراک کرنے سے ہمارے ذہن قاصر ہیں جسے بظاہر انسانی حق کا نام دے کر اپنے نفسیاتی تشنج کو تسکین دینے کی راہ تلاش کی جارہی ہے اور دنیا کو مجبور کیا جارہا ہے کہ وہ چند مکروہ فکر لوگوں کے فکری افلاس کو قبولِ عام عطا کرکے اس دور کے انسان کو شرفِ انسانیت ﷺ کے سامنے شرمندگی سے دوچار کردے!!

یہ بد باطن لوگ جو بڑی ڈھٹائی سے نبی ٔرحمت ﷺ کی توہین کا حق حاصل کرنے پر اِصرار

© rasailojaraid.com

کررہے ہیں، ان کی مثال ایسے بیٹوں کی ہے جو اپنی ماں کی تذلیل کو اپنا حق قرار دینے کا مطالبہ کررہے ہوں۔ ذاتِ رسالت مآب سے آپ کے اُمتیوں کا تعلق ان کے ماں، باپ حتیٰ کہ ان کی اپنی جانوں سے بھی زیادہ ہے۔ اسی بنا پر ان تمام چیزوں پر آپ ﷺ سے محبت کو فوقیت دینے کو شرطِ ایمان ٹھہرایا گیا ہے۔

یہ بد بخت لوگ دراصل نبیٔ رحمت کی لائی رہنمائی سے محرومی کا غصہ نکالنا چاہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے تمام انسانیت کی طرف رحمۃ للعالمین کو مبعوث کیا تھا اور سب کو ان کا اُمتی بنایا تھا، لیکن ان کی شامتِ اعمال کہ یہ سعادتِ ایمان سے محروم رہے۔ مستند احادیث کی رو سے دیگر انبیا پر نبی کریم ﷺ کو یہ خصوصیت عطا کی گئی ہے کہ آپ کو جملہ انسانیت تک رہتی دنیا کے لئے مبعوث کیا گیا ہے اور کچھ لوگوں کو اگر آپ کی اُمتِ اجابت میں قبول ہونے کو سعادت میسر نہیں آئی، تو بہر حال آپ کی اُمتِ دعوت میں ضرور شامل ہیں۔ ایسے اُمتیوں کا اللہ کی منتخب کردہ محبوب ہستی ﷺ کی توہین کرنا ایسا سیاہ کارنامہ ہے جس کی جتنی بھی مذمت کی جائے، کم ہے!!

نبی کریم ﷺ کی رحمت وشفقت

آیئے نبی رحمت کی اپنی اُمت کے لئے دعاؤں اور ربّ کے حضور فریادوں کے تذکرے تازہ کریں، تاکہ ہمیں اپنے ساتھ اپنے نبی ﷺ کے احسان کا معمولی اندازہ ہوسکے اور ہم ان کے حق کا اِدراک کرتے ہوئے اپنی ذمہ داری کو پہچان سکیں۔ احادیث میں بیان ہونے والے یہ محبت بھرے تذکرے بڑے ایمان افروز ہیں:

◉ سب سے پہلے توان لوگوں کے لئے آپ کی رحمت ومودّت کا تذکرہ جنہیں اسلام قبول کرنے کا شرف حاصل نہیں ہوا اور ان کی فکر مندی میں اپنی ذات کو گھلانا آپ ﷺ کا وطیرہ بن چکا تھا۔قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو تنبیہ کرتے ہوئے یہ فرمایا:

﴿لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ اَلَّا يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ ۞ إِنْ نَّشَأْ نُنَزِّلْ عَلَيْهِمْ مِّنَ السَّمَاءِ آيَةً فَظَلَّتْ اَعْنَاقُهُمْ لَهَا خَاضِعِيْنَ﴾ (الشعراء:۳،۴)

''شاید کہ آپؐ اپنے آپ کو اس بنا پر ہلاک نہ کر بیٹھیں کہ یہ لوگ ایمان کیوں نہیں لاتے۔ تیرا

© rasailojaraid.com

ربّ اگر چاہے تو آسمان سے ایسی نشانی نازل کرے کہ ان کو گردنیں جھکائے بنا چارہ نہ رہے۔''

ایک اور مقام پر آپ کی اسی فکرمندی کا تذکرہ ان الفاظ میں کیا گیا ہے:

﴿فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ عَلٰى آثَارِهِمْ إِنْ لَّمْ يُؤْمِنُوا بِهٰذَا الْحَدِيْثِ اَسَفًا﴾

''شاید کہ آپؐ اپنے آپ کو شدتِ افسوس کی بنا پر ہلاک نہ کر بیٹھیں کہ یہ لوگ قرآنِ کریم پر ایمان کیوں نہیں لاتے۔'' (الکهف:٦)

◉ لیکن نبی کریم ﷺ کی اپنی اُمتِ دعوت کے ساتھ رحمت وشفقت اس حد تک بڑھی ہوئی تھی کہ اُن کی ہدایت کے لئے آپ کی بے چینی میں کوئی فرق نہ آتا تھا، تب اللہ تعالیٰ نے ان الفاظ میں آپ کو سرزنش کی کہ

﴿اَفَمَنْ حَقَّ عَلَيْهِ كَلِمَةُ الْعَذَابِ اَفَاَنْتَ تُنْقِذُ مَنْ فِي النَّارِ﴾ (الزمر:١٩)

''وہ شخص جس پر عذاب کا فیصلہ ہو چکا ہے، کیا آپ اس کو آگ سے بچانے پر مصر ہیں۔''

﴿اَفَاَنْتَ تُكْرِهُ النَّاسَ حَتّٰى يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ﴾ (یونس:٩٩)

''کیا تو لوگوں کو اس قدر مجبور کرنا چاہتا ہے کہ وہ اسلام لے کر ہی آئیں۔''

﴿وَاِنْ كَانَ كَبُرَ عَلَيْكَ اِعْرَاضُهُمْ فَاِنِ اسْتَطَعْتَ اَنْ تَبْتَغِيَ نَفَقًا فِي الْاَرْضِ اَوْ سُلَّمًا فِي السَّمَاءِ فَتَاْتِيَهُمْ بِاٰيَةٍ وَّلَوْ شَاءَ اللّٰهُ لَجَمَعَهُمْ عَلَى الْهُدٰى فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْجٰهِلِيْنَ﴾ (الانعام:٣٥)

''اے میرے نبی! اگر تجھ پر کفار کا منہ پھیرنا اس قدر گراں ہے تو پھر زمین میں کوئی سرنگ کھود لے یا آسمان پر سیڑھی لگا لے اور ان کو خود کوئی نشانی لا دے۔ اگر اللہ چاہے تو ان کو ہدایت پر جمع کرسکتا ہے، لیکن تو (شدتِ رحمت) میں جاہلوں کی مانند نہ ہو جا۔''

یہ ہے شانِ رحمت کا نقشہ جو آپ ﷺ کی اس فکرمندی کا غماز ہے کہ لوگ اسلام کو قبول کرکے اپنے آپ کو عذابِ جہنم سے بچا لیں۔ ایسے نبی سے دورِ حاضر میں روا رکھا جانے والا رویہ کس قدر ظلم وستم کا عکاس ہے۔ اِس دور کے منکرینِ رسالت کی مثال بھی کفارِ قریش جیسی ہی ہے جنہیں اسلام کی بڑھتی ہوئی قوت اس دین کے لانے والے پیغمبر ﷺ پر طنز واستہزا کے تیر چلانے کو آمادہ کرتی۔ آج بھی یورپی ممالک میں اسلام کی پھیلتی ہوئی دعوت مغربی میڈیا کو مجبور کرتی ہے کہ وہ دلیل و مباحثہ کا راستہ چھوڑ کر طنز و تشنیع اور اِلزام واتہام کا راستہ اختیار

© rasailojaraid.com

کریں۔ہم اُنہیں پھر اپنے نبی کی شانِ رحمت یاد دلاتے اور ان کے پیغام کی جھلک دکھلاتے ہیں، رحمتہ للعالمین ﷺ فرماتے ہیں:

''میری اور لوگوں کی مثال اس طرح ہے کہ ایک شخص نے آگ جلائی، جب آگ جلنے کے سبب ارد گرد کا ماحول روشن ہوگیا تو پروانے اور کیڑے مکوڑے اس آگ کے پاس آکر اس میں گرنے لگے۔ وہ شخص ان کو آگ سے دور کرتا ہے لیکن وہ پروانے اس پر غالب آجاتے ہیں اور آگ میں گرتے ہی رہتے ہیں۔ «فأنا آخذ بحُجَزِكم عن النار وهم يقتحمون فيها» لوگو! میں تمہیں تمہاری کمروں سے پکڑ پکڑ کر آگ سے باہر دھکیلتا ہوں لیکن تم اس میں گرنے پر مصر ہو۔'' (صحیح بخاری:٦٤٨٣)

☜ نبی کریم کی وہ رحمت جو آپ کے متبعین اور مؤمنین کو حاصل ہے اور روزِ محشر حاصل ہوگی، اس کا ایمان افروز تذکرہ بھی تازہ کرلیجئے، قرآنِ کریم میں اس بات کی شہادت ہے:

﴿لَقَدْ جَائَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤمِنِيْنَ رَؤُوْفٌ رَّحِيْمٌ﴾ (التوبہ:١٢٨)

''تمہارے پاس تم میں سے ہی ایسا رسول آیا ہے جسے تم پر مشقت انتہائی گراں گزرتی ہے اور تمہارے بارے میں بہت اچھی خواہشات رکھنے والا اور مؤمنوں پر انتہائی مہربان وشفیق ہے۔''

◉ نبی ﷺ نے اپنی اُمت پر کمالِ شفقت کرتے ہوئے مسلم حکمرانوں کیلئے یوں دعا کی:

«اللهم من وَلِيَ من أمر أمتي شيئا فَشَقَّ عليهم فَاشْقُقْ ومن ولي من أمر أمتي شيئا فَرَفِقَ بهم فَارْفُقْ به» (صحیح مسلم:١٨٢٨)

''اے اللہ! جو شخص میری اُمت کسی معاملے کا نگہبان بنے اور ان سے سختی کا برتاؤ کرے تو تو بھی اس سے سخت روی سے پیش آئیے اور جو میری امت کا ذمہ دار ہوکر نرمی کا رویہ اختیار کرے، تو تو بھی اس سے نرم ہوجا۔''

◉ ایک بار نبی اکرم ﷺ نے ربّ تعالیٰ کے حضور گڑ گڑا کر، روتے ہوئے اللهم أمتي أمتي کی فریاد کی۔ اللہ تعالیٰ نے جبریل علیہ السلام کو سید المرسلین ﷺ کے پاس بھیجا کہ وہ آپ سے رونے کی وجہ دریافت کریں۔ جبریل نے آکر نبی ﷺ سے بات چیت کی اور اللہ تعالیٰ کو بتلائی۔ جس پر اللہ تعالیٰ نے جبریل کی زبانی نبی کریم ﷺ کو یہ وعدہ دیا کہ

© rasailojaraid.com

«يا جبريل اذهب إلى محمد فقل أنا سنُرضيك في أمتك ولا نسوؤك»
''اے جبریل! محمد کے پاس جا کر اسے کہہ دے کہ ہم تیری امت کے بارے میں تجھے راضی کریں گے، تجھے پریشان نہیں کریں گے۔'' (صحیح مسلم:۲۰۲)

◉ روزِ محشر نبی ﷺ کی شفاعت اور اُمت کے لئے شفقت زوروں پر ہوگی، فرماتے ہیں:
«لكل نبي دعوة مستجابة يدعو بها وأريد أن أختبيءَ دعوتي شفاعة لأمتي في الآخرة» (صحیح بخاری:۶۳۰۴)
''ہر نبی کی ایک دعا ایسی ہے جو شرفِ قبولیت سے محروم نہیں رہتی۔ اور میں نے روزِ قیامت اپنی اُمت کی شفاعت کے لئے اس دعا کو محفوظ کر رکھا ہے۔''

◉ ساقی کوثر اور شافع محشر ﷺ کی اپنی اُمت کے لئے رحمت کا نقشہ حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی اس فرمانِ نبویؐ میں کھینچا گیا ہے کہ میں روزِ محشر چلتا ہوا عرشِ الٰہی کے نیچے پہنچ کر ربّ ذوالجلال کے حضور سجدہ ریز ہوجاؤں گا۔ پھر میں اللہ کی شان میں ایسی حمد وتوصیف کا باب کھولوں گا، جس کی میرے سے قبل کسی کے ہاں مثال نہ ہوگی۔ تب مجھ سے کہا جائے گا:
«يا محمد ارفع رأسك سَل تُعطه واشفع تُشَفَّع فأرفع رأسي فأقول: أمتي يا ربِّ، أمتي يا رب فيقال يا محمد! أدخل من أمتك من لا حساب عليهم من الباب الأيمن من أبواب الجنة ...... الخ» (صحیح بخاری:۴۷۱۲)
''اے محمد! اپنا سر اُٹھا، جو مانگے گا، تجھے دیا جائے گا اور جو سفارش کرے گا، تیری سفارش قبول کی جائے گی۔ تب میں کہوں گا کہ یاربّ! میری اُمت، یاربّ! میری اُمت۔ تب کہا جائے گا کہ اپنی اُمت میں ایسے لوگوں کو جنت کے داہنے دروازے سے داخل کرلے، جن پر کوئی حساب نہ ہو۔ یہ لوگ جنت کے دروازوں میں دیگر داخل ہونے والوں کے ساتھ شامل ہوجائیں گے۔ پھر مزید فرمایا: واللہ! جنت کے دو کواڑوں کے مابین اس قدر وسعت ہے جتنی مکہ اور حمیر یا مکہ اور بصریٰ کے مابین ہے۔''

◉ صحیح بخاری کی ایک اور طویل حدیثِ مبارکہ میں سید المرسلین ﷺ کے مقامِ محمود کی تفصیل یوں بیان کی گئی ہے کہ نبی کریمؐ اس دن اللہ تعالیٰ کی خصوصی حمد وثنا بیان کرتے ہوئے تین بار جہنم رسید ہونیوالے مسلمانوں کو جنت میں داخل کریں گے۔ حدیث کا آخری حصہ یہ ہے:

© rasailojaraid.com

«فَأُثْني على ربي بثناء وتحميد يُعَلِّمَنِيه. قال: ثم أشفع فيحد لي حدا فأخرج فأدخلهم الجنة» قال قتادة: وقدسمعته يقول «فأخرج فأخرجهم من النار وأدخلهم الجنة حتى ما يبقى في النار إلا لِمَن حَبِسه القرآن أي وجب عليه الخلود» قال: ثم تلا هذه الآية «﴿عَسىٰٓ اَنۡ يَّبۡعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحۡمُوۡدًا﴾» (صحیح بخاری:۷۴۴۰)

"(تیسری بار) میں پھر اپنے ربّ کی تسبیح وتحمید بجا لاؤں گا جو وہ مجھے (بطورِ خاص) سکھائے گا، پھر میں شفاعت کروں گا، میرے لئے ایک حد مقرر کردی جائے گی اور میں لوگوں کو (تیسری بار) جہنم سے نکال کر جنت میں داخل کروں گا۔ قتادہؒ کہتے ہیں کہ میں نے آپؐ کو یہ بھی فرماتے سنا: میں جہنم سے نکال کر تمام لوگوں کو جنت میں داخل کردوں گا، ماسوائے ان لوگوں کے جنہیں قرآن (میں مذکورہ وعدۂ الٰہی) نے روک لیا ہوگا یعنی ان پر دائمی جہنم واجب ہوچکی ہوگی۔ راویٔ حدیث کہتے ہیں کہ پھر آپؐ نے اس آیتِ کریمہ کی تلاوت کی: تیرا ربّ عنقریب تجھے مقامِ محمود پر مبعوث کرے گا۔" (الاسراء:۷۹)

اپنی اُمت کی آسانی کے لئے واقعہ معراج میں نبی کریم ﷺ کا نمازوں کو بہ اصرار پانچ کروانا (بخاری: ۳۴۹)، ہر نماز سے قبل مسواک کا حکم نہ دینا (بخاری: ۸۸۷)، نمازِ عشاء کو جلد پڑھ لینا (مسلم: ۶۳۹)، تیز آندھی اور غضبناک بادلوں کو دیکھ کر بے چین ہوجانا (مسلم: ۸۹۹)، اپنی اُمت کو عذابِ عامہ اور غرق سے بچنے کی دعا کرنا اور اس کا قبول ہونا (مسلم: ۲۸۹۰)، سبعہ احرف میں قرآن پڑھنے کی اجازت حاصل کرنا (مسلم: ۸۲۱)، الغرض نبی آخرالزمان ﷺ کی اپنی اُمت پر رحمت وشفقت کے تذکرے اس قدر طویل ہیں کہ اس سے قرآن وحدیث بھرے پڑے ہیں۔ آپ کو ربّ ذوالجلال والاکرام نے مقامِ محمود عطا فرمایا اور سورۂ الم نشرح میں آپؐ کے ذکر کی عظمت کا وعدہ دیا ہے۔ پھر وہ لوگ کس قدر بدبخت اور بدباطن ہیں جو ربِ ارض وسما کے بالمقابل اس کے محبوب ﷺ کی شان اپنے مکروہ قلم کے ذریعے گھٹانے پر اپنی کوششیں صرف کررہے ہیں۔ جس کی عظمت کا رکھوالا ربِّ جل جلالہ ہو، اس کی شان میں گستاخی کی جسارت کا ارتکاب کسی انسان کے لئے ذلیل ترین رویہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو قرآن کریم میں ایسے رکیک ہتھکنڈوں پر دلاسہ دیا ہے:

www.KitaboSunnat.com

© rasailojaraid.com

﴿قَدْ نَعْلَمُ إِنَّهُ لَيَحْزُنُكَ الَّذِي يَقُولُونَ فَإِنَّهُمْ لَا يُكَذِّبُونَكَ وَلَٰكِنَّ الظَّالِمِينَ بِآيَاتِ اللَّهِ يَجْحَدُونَ﴾ (الانعام:۳۳)

''ہمیں خوب علم ہے کہ ان کی دریدہ ذہنی سے تیرا دل ودماغ چھلنی ہوجاتا ہے۔ (غم نہ کر) یہ تیری تکذیب نہیں کرتے بلکہ یہ ظالم اللہ کی آیات کے انکار کے مرتکب ہوتے ہیں۔''

اپنے محبوب☆ کی ایسی گستاخی کرنے والوں سے نمٹنا اللہ نے اپنے ذمہ لیا ہے، ارشادِ باری ہے:

﴿إِنَّا كَفَيْنَاكَ الْمُسْتَهْزِئِينَ الَّذِينَ يَجْعَلُونَ مَعَ اللَّهِ إِلَٰهًا آخَرَ فَسَوْفَ يَعْلَمُونَ وَلَقَدْ نَعْلَمُ أَنَّكَ يَضِيقُ صَدْرُكَ بِمَا يَقُولُونَ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَكُنْ مِّنَ السَّاجِدِينَ وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتَّىٰ يَأْتِيَكَ الْيَقِينُ﴾ (الحجر:۹۵ تا ۹۹)

''ہم تیری توہین کرنے والوں کو خوب کافی ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جو اللہ کے ساتھ بھی دوسرا الٰہ کھڑا کرتے ہیں، عنقریب اُنہیں پتہ چل جائے گا۔ ہمیں خوب علم ہے کہ ان کی اس تمسخرانہ حرکتوں سے تیرا سینہ تنگ ہوتا ہے (لیکن ان کی پرواہ مت کر) اور اپنے ربّ کی تسبیح بیان کر اور سجدہ کرنیوالوں میں سے ہوجا پھر زندگی بھر اپنے ربّ کی عبادت کرتا رہ۔''

ہمارا فرض

اہلِ مغرب کی رسول رحمت ﷺ پر جارحیت اور ظلم وستم آپ ملاحظہ فرما چکے ہیں، اس جرم میں صرف ڈنمارک کے چند اَخبار شریک نہیں بلکہ فرانس، جرمنی، ہالینڈ، اٹلی سمیت ریاست ہائے متحدہ امریکہ کے ذرائع ابلاغ بھی برابر کے شریک ہیں۔ ان خاکوں کی بڑے پیمانے پر اشاعت اور عوام الناس کا ان کو گوارا کرنا اور اپنے میڈیا سے احتجاج نہ کرنا گویا اس جرم میں مغربی عوام کو بھی شامل کردیتا ہے۔ دو بڑی ویب سائٹیں 'فری فار آل' اور 'یوٹیوب' بھی جن کے مرکزی کمپیوٹر سسٹم (Servers) امریکی ریاست فلوریڈا میں ہیں، پہلے دن سے ان خاکوں کی بڑے پیمانے پر اشاعت کررہی ہیں۔ اسلام کے خلاف جاری مہم میں گستاخانہ خاکوں کے علاوہ خانہ کعبہ اور دیگر اسلامی احکامات وشعارات کی توہین کے بہت سے کردار بھی اس وقت مغرب میں سرگرمِ عمل ہیں۔ ایسی توہین آمیز فلموں کے بارے میں یورپی ممالک کے شہری اس

☆ فرمانِ نبویؐ ہے: ''اگر میں نے دنیا میں کسی کو خلیل بنانا ہوتا تو ابو بکر صدیق کو خلیل بناتا «ولکن صاحبکم خلیل الله» لیکن تمہارا محبوب اللہ کا خلیل ہے۔'' (صحیح مسلم:۲۳۸۳)

© rasailojaraid.com

بات کے حق میں ہیں کہ ان کی نمائش کی اجازت ملنی چاہیے۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ کا دین 'اسلام' اور اور اللہ کا محبوب پیغمبر ﷺ مغربی میڈیا کی ہتک انگیز کاروائیوں کا نشانہ بنے ہوئے ہیں۔ اس دور میں اسلام اور پیغمبر اسلام ؐ کی ذات سب سے زیادہ مظلوم ہیں۔ اور ظلم کرنے والے اس بات کی کوشش میں ہیں کہ کسی طرح اس توہین کو روز مرہ معمول بنا کر مسلم قوم کو بھی اسی طرح بے غیرت و بے حمیت بنا دیں جس طرح وہ عیسائیوں کے پیغمبر اور محمد ﷺ کے پیش رو حضرت عیسیٰ کو نعوذ باللہ ولد الزنا قرار دلوانے کی مذموم مہم میں کامیاب ہوچکے ہیں، جیسا کہ گذشتہ برس یورپ میں نمائش کی جانے والی متنازعہ فلم 'ڈاوِنسی کوڈ' کا یہی موضوع ہے۔ لیکن غالباً اُنہیں عیسائیوں اور مسلمانوں کے مابین اپنے دین سے والہانہ تعلق کے فرق کا اِدراک نہیں ہوسکا۔ نبی اسلام ﷺ کی ناموس پر حملہ آور ہونے والوں کو یہ علم ہونا چاہیے کہ مسلمان اپنے نبی کی حرمت پر کٹ مرسکتا ہے، لیکن اس کو کسی صورت گوارا نہیں کرسکتا کیونکہ اسکے جذبۂ ایمانی اور آپ ﷺ کے عظیم الشان حق کا بنیادی تقاضا ہے۔

اوپر ذکر کردہ رحمتِ نبوی ؐ کی ایک جھلک بھی ایک مسلمان کے جذبات کو شدید مہمیز دیتی ہے کہ وہ اپنے عظیم ترین محسن ؐ اور اپنی ذات پر شفیق ترین ہستی ﷺ کا حق ادا کرنے کی ذمہ داری کو محسوس کرے۔ آج کے دور میں بسنے والے ہر مسلمان کو اس احساسِ ذمہ داری کو اپنے کاندھوں پر محسوس کرنا چاہیے کہ وہ کس طرح اس ظلم وستم کے بالمقابل اپنی ہر ممکن کوشش بروے کار لاسکتا ہے؟

◉ قرآنِ کریم کی رو سے روزِ محشر ہر اُمتی کو نبی اکرم ﷺ کی شہادت اپنے حق میں پیش کرنا ہوگی۔ جس دن سورج سوا نیزے پر ہوگا، اس حالت میں حوضِ کوثر پر ساقی ٔ کوثر کا سامنا کرنا ہوگا، آپ ؐ کی شفاعت سے قبل تمام انسانیت رحم کے لئے بلک رہی ہوگی، حتیٰ کہ نبی کریم ﷺ اللہ کے ہاں سفارش کریں گے، اور حساب وکتاب کا آغاز ہوگا۔ ہمیں آپ ؐ کے حق کو اسلئے ادا کرنے میں کوشاں ہوجانا چاہیے تاکہ آپ کے حضور روزِ قیامت سرخرو ہوسکیں۔ ایسا نہ ہو کہ یہ قرآنی آیت ان کافر کارٹونسٹوں کی طرح ہماری بدعملی کا بھی مصداق ٹھہر جائے:

﴿فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلَىٰ هَٰؤُلَاءِ شَهِيدًا

© rasailojaraid.com

يَوْمَئِذٍ يَّوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَعَصَوُا الرَّسُوْلَ لَوْ تُسَوّٰى بِهِمُ الْاَرْضَ وَلَا يَكْتُمُوْنَ اللّٰهَ حَدِيْثًا﴾ (النساء:۴۱)

''کیسا ہوگا وہ وقت، جب ہم ہر اُمت☆ سے گواہ طلب کریں گے، اور ہم تجھے (اے محمد!) ان تمام مسلمانوں پر بطورِ گواہ پیش کریں گے۔ اس دن جن لوگوں نے کفر کا ارتکاب کیا اور رسولؐ کی نافرمانی کی ہوگی، وہ خواہش کریں گے: کاش آج زمین ہم پر برابر کردی جائے (اور ہمیں رسولِ رحمتؐ کا سامنا نہ کرنا پڑے)۔ اور وہ اللہ کے روبرو ایک بات بھی چھپا نہ سکیں گے۔''

جب ذاتِ نبویؐ پر ہر طرف سے طعن و تشنیع اور ناکردہ الزاموں کی تہمتیں لگائی جارہی ہوں اور محمدِ احمد ﷺ کو اپنی ہر شے سے محبوب رکھنے کا دعویٰ کرنے والا مسلم ان سنگین حالات میں سکون اور اطمینان سے بیٹھا رہے، یہ تصور ہی انتہائی خوفناک ہے۔ ہمیں اس مسئولیت اور شرمندگی کو آج ہی محسوس کرکے اپنے قول وفعل سے ان جوازات سے خاتمے کے لئے کمر بند ہوجانے کا عزمِ صمیم کرنا چاہئے جس کے نتیجے میں یہ اہانت بھرے رویے ختم ہوکر رہ جائیں اور کسی کو پیغمبر انسانیت کی ناموس پر حرف اُٹھانے کی جرات نہ رہے۔

◉ جب آپ ﷺ کے سامنے آپ کی اہانت کی جاتی تو آپ اپنے صحابہؓ سے بے اختیار یہ مطالبہ کیا کرتے کہ ''کون ہے جو میرے اس دشمن کا جواب دے......؟''

یہ مطالبہ ایک بار آپ ﷺ نے کعب بن اشرف کے بارے میں کیا۔ حضرت زبیرؓ، حضرت خالدؓ بن ولید اور حضرت حسانؓ سے بھی آپ نے ایسے مطالبے کئے:

◉ مَنْ لِكَعْبِ بْنِ الأَشْرَفِ فَإِنَّهُ قَدْ آذَى اللهَ وَرَسُولَهُ؟ فَقَامَ مُحَمَّدُ بن مسلمة فقال: يا رسول الله أَتُحِبُّ أَنْ أَقْتُلَهُ . قَالَ: نَعَمْ (صحیح مسلم:۴۶۴۰)

◉ فَقَالَ: مَنْ يَكْفِينِي عَدُوِّي؟ فَقَالَ الزُّبَيْرُ: أَنَا (مصنف عبدالرزاق: رقم ۹۴۷۷)

◉ مَنْ يَكْفِينِي عَدُوِّي؟ فَخَرَجَ إِلَيْهَا خالد بن الوليد فقتلها (ایضاً: رقم ۹۷۰۵)

◉ يا حَسَّان أَجِبْ عن رَسُوْل الله ، اللّٰهم أَيِّدْه بروح القدس (صحیح مسلم:۴۵۳۰)

☆ یہ آیت براہِ راست کفار اور رسولوں کے نافرمانوں کے بارے میں ہے جنہیں اللہ نے آپ ﷺ کی اُمت قرار دیتے ہوئے آپؐ کے سامنے پیش کرنے کا تذکرہ کیا ہے۔ اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ کی بعثت کے بعد تمام لوگ آپ کی اُمت میں شامل ہیں، بعض اُمتِ اجابت یعنی مسلمان اور بعض اُمتِ دعوت یعنی کفار و منکرین۔

© rasailojaraid.co

دورِ نبویؐ میں نبی اکرم ﷺ خود صحابہ کرام کو متوجہ کیا کرتے اور صحابہؓ نے آپ کی پکار کے نتیجے میں ان گستاخانِ رسالت کو کیفر کردار تک پہنچایا۔ آج شمع رسالت کے پروانوں کو یہ پکار اپنی سماعت پر محسوس کرنا چاہیے اور اپنی ذمہ داری ادا کرنے کے لئے ہر ممکنہ اقدام بروئے کار لانا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ نے رسولؐ کی رفعت ومنزلت کی ذمہ داری اپنے ذمہ لی ہے جس طرح شریعتِ اسلامیہ کی حفاظت کی ذمہ داری بھی اللہ نے اُٹھا لی۔ اس عظیم ذمہ داری کی تکمیل کے لئے اس عالم الاسباب میں اللہ نے حفاظِ قرآن اور محدثینِ عظام کی شکل میں ایسے نفوسِ قدسیہ پیدا کئے جنہوں نے اللہ کے دین کی تاقیامت حفاظت کے ٹھوس اقدامات کئے۔ ایسے ہی نبی آخرالزمان ﷺ کی ناموس کی حفاظت کے لئے بھی اللہ کی طرف سے فرشتے نازل ہونے کی بجائے ایسے مبارک نفوس ہی آگے آئیں گے جن سے اللہ تعالیٰ قول وفعل کے میدان میں عظیم الشان خدمت لے گا۔

◉ یہاں ایسے مسلمانوں کو بطورِ خاص متوجہ ہونا چاہیے جو علماے دین ہونے کے ناطے منصبِ رسالت کی وراثت کے داعی، امین اور محافظ ہیں۔ مسلمانوں کے ایسے اہل علم جن کا یہ احساس ہے کہ وہ جوہر نبوت یعنی فرامینِ نبویہؐ کے محافظ ورکھوالے ہیں۔ وہ لوگ جنہیں اللہ تعالیٰ نے دین میں فقاہت کی بصیرت سے نواز کر اُمت کے منتخب شدہ افراد ہونے کی سند تصدیق عطا کی ہے، ان خاصہٴ خاصانِ رسل پر بطورِ خاص اُمتِ مسلمہ کے نمائندے اور وراثتِ رسول کے امین ہونے کے ناطے یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ ایسے المناک مراحل پر ملت ِاسلامیہ میں احساس وشعور بیدار کرنے میں کوئی کمی نہ دکھا رکھیں تاکہ اُمت من حیث المجموع اپنے فرائض کو بجا لانے پر کمر بستہ ہوجائے۔

ہر شخص تھوڑی سی محنت اور غور وفکر کے بعد اپنے دائرہٴ عمل میں موجود امکانات کو بخوبی پہچان سکتا ہے۔ اگر وہ نبیٔ رحمت کی ذات سے ظلم کے خاتمے کے لئے آمادہ ہو تو اس کے سامنے فکر وعمل کے بے شمار دریچے وا ہوسکتے ہیں۔ ان میں سے آسانی کے لئے ہم محض چند ایک کی نشاندہی پر اکتفا کرتے ہیں:

① اپنے عمل سے فرامینِ نبویہ کے تقدس پر اس طرح مہر تصدیق ثبت کرنا کہ آپؐ کے مقدس

© rasailojaraid.com

فرامین ہمارے لئے عمل کی سب سے قوی بنیاد قرار پا جائیں اور بذاتِ خود ہماری کسی بدعملی اور کوتاہی سے اہانتِ رسول کا کوئی عملی شائبہ بھی پیدا نہ ہوسکے۔ اہانتِ رسول کا مقصد دنیا کو پیغامِ رسالت سے برگشتہ کرنا اور اسلام کو کمزور کرنا ہے، جبکہ اسلام پر والہانہ عمل گستاخی کا ارتکاب کرنے والوں کے مقاصد کی تذلیل کرے گا۔

② سیرتِ رسول اور رحمتِ دو عالم ﷺ کے فرمودات کو دنیا کے کونے کونے میں پھیلانے کا عزمِ صمیم کرنا، اپنی صلاحیتوں کو اس کے سیکھنے اور پھیلانے میں کھپا دینا گویا آپ پر تہمت طرازی کرنے والوں کے بالمقابل آپ کے رفعتِ ذکر کی عملی مثال پیش کرنا۔ اہانت کرنے والوں کا مقصد ذاتِ نبوی سے لوگوں کو بیزار کرنا ہے تاکہ اسلام کی بڑھتی مقبولیت کے آگے بند باندھا جاسکے، لیکن آپ کی سیرت اور پیغام کی اشاعت ان کے مذموم ارادوں کو خاک میں ملا دے گی۔

③ یورپی ممالک بالخصوص ڈنمارک کی مصنوعات کا کلی بائیکاٹ کرنا، یاد رہے کہ صرف پاکستان میں ڈنمارک کی مصنوعات (گھی، مکھن، پنیر وغیرہ) کی درآمد ۸۰ ملین ڈالرز سے زیادہ ہے اور ملک کی تمام بڑے اداروں مثلاً قومی ایئر لائن اور ملٹی نیشنل ہوٹلز میں اُنہیں بڑے پیمانے پر استعمال کیا جاتا ہے۔ ایسی چیزوں کی فہرستیں تلاشِ بسیار کے بعد شائع کی جائیں اور اقتصادی میدان میں بھی اپنا شدید احتجاج سامنے لایا جائے۔

④ ہر موقع پر اپنا احتجاج ریکارڈ کروایا جائے تاکہ عوامی غم وغصہ کے سیلابِ بلا کے سامنے حکومتیں اپنے سفارتی تعلقات توڑنے پر مجبور ہوجائیں۔ یاد رہے کہ ان دنوں ڈنمارک میں متعین پاکستانی سفیر خاتون تو حسبِ معمول سرکاری ضیافتوں میں مشغول ہیں اور

☆ پاکستان کو دنیا میں اسلام کا قلعہ سمجھا جاتا ہے، اور پاکستانی حبِ رسولؐ میں دیگر مسلمانوں سے کافی ممتاز ہیں، اس کے باوجود ہمارے وطن سے شدید احتجاج کا نہ ہونا اور سرد مہری کا رویہ اپنانا ہمارے ماضی کے کردار کے عین برعکس اور قومی بے غیرتی کا غماز ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وطن میں چین وسکون غارت ہوچکا ہے۔ حکمران کسی قوم کے مرکزی رجحانات کے عکاس ہوتے ہیں جس کے نتائج ہم بری طرح بھگت رہے ہیں۔ جب تک قوم کے افراد خود اپنے آپ کو نہ بدلیں گے، اپنی زندگی میں اسلام کو نافذ نہیں کریں گے، محض غلبہ اسلام کی خواہش ہمارے حکمرانوں کو تبدیل نہ کرے گی۔ اللہ ہمارے جذبہ کے مصداق ہمیں قوتِ عمل سے نوازے۔

www.KitaboSunnat.com

© rasailojaraid.com

پاکستان میں متعین ڈنمارک کی سفیر متوقع ردِ عمل کے خوف سے اپنے وطن پہنچے ہوئے ہیں۔☆

⑤ قلم وقرطاس کے ذریعے سرورکونین کی سیرت اور اپنے احتجاج کو دور دور پہنچایا جائے مثلاً بینر، سٹیکرز، پوسٹر، مضامین، خطوط، ای میل، میڈیا کو فون وغیرہ، غرض ہر ذریعہ کو استعمال میں لایا جائے۔ اس ابلاغی مہم کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ سعودی عرب وسوڈان کی طرح دیگر مسلم حکومتیں بھی اپنے احتجاج کو منظّم کرنے پر مجبور ہوجائیں گی۔

⑥ آپس میں محبت ومودّت کا خوگر بننا اور اُخوت اسلامی کو پختہ کرنا چاہئے۔ اس کے بغیر اسلام کا رعب غیر مسلموں پر طاری نہیں ہوسکتا۔ جس طرح غیر مسلم اپنے مذموم مقاصد کے لئے یکسو اور متحد ہیں، پورا یورپ اور مغربی میڈیا یک جہتی سے اس ظلم کی اصلاح کی بجائے اس کی حمایت پر کمر بستہ ہے۔ اس مسئلہ کا مداوا اس وقت تک نہیں ہوسکتا جب تک مسلمانوں میں باہمی مؤاخات کو پیغمبر اسلام سے محبت کے مرکزی نکتہ کے نام پر پروان نہ چڑھایا جائے۔ محمد رسول اللہ سے محبت ہر مسلمان کے عقیدے کا اوّلین نکتہ ہے، جس میں سپرداری کے ساتھ اطاعت ووارفتگی کے جذبات بھی موجزن ہیں۔ باہمی اتحاد کے لئے اس نسخۂ اکسیر کو کارگر طریقے سے استعمال میں لایا جائے۔

بعض مسلمان عملی اعتبار سے اس میں شرکت کرسکتے ہیں تو بعض شانِ رسالتؐ میں اپنے مال کا نذرانہ پیش کرکے حصہ ڈال سکتے ہیں۔ غرض عمل کرنے اور ذمہ داری کو محسوس کرنے والوں کے لئے اَن گنت راستے ہیں۔ مذکورہ بالا اُمور میں سے کسی ایک طریقہ پر بھی کامل روح کے ساتھ عمل پیرا ہونے کا ہم عزمِ صمیم کرلیں تو یہ ہماری سعادت اور مسلم اُمہ کا بھرم قائم کرنے کا باعث ہوگا، وگرنہ توہینِ رسالت کے ان واقعات کا ایک نہ ختم ہونے والا سلسلہ نعوذ باللہ جاری رہے گا، اور ہم اس پر کفِ افسوس ملنے اور اپنی بے چارگی کا نوحہ کہنے کے سوا کچھ نہ کرسکیں گے۔ یہ عمل کا وقت ہے، زبانی جمع خرچ کا نہیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی ذمہ داریوں سے عہدہ برا ہونے کی توفیق مرحمت فرمائے۔ یہ چند کلمات جو سرورِ کونین اور نبی الثقلین علیہ افضل التحیۃ والسلام کی شان میں درج کئے گئے ہیں، اللہ تعالیٰ ان کو قبول فرمائے اور مسلمانوں کو قوتِ عمل سے نوازے۔ آمین! (حافظ حسن مدنی)

www.KitaboSunnat.com